بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

الفضل

روزنامہ

قادیان

یوم یکشنبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ ماہ تبوک ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج ڈلہوزی سے کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔

سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کے متعلق شملہ سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ خدا کے فضل سے خون میں اب کمی ہے۔ مگر درد زیادہ ہے۔ احباب حضرت نواب صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

صاحبزادی امۃ الوکیل سلمہا اللہ تعالےٰ کے متعلق لاہور سے آج کوئی تازہ خبر موصول نہیں ہوئی۔ کرنل بھروچہ کو ولایت کی بنی ہوئی ... کی تلاش ہے۔ جو لاہور میں نہیں ملتی۔ اگر کسی احمدی ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ مل سکے تو حضرت ... احمد صاحب کے نام وی پی کر کے ممنون فرمائیں۔ — آج خطبہ جمعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے پڑھا۔

... مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ... کی والدہ صاحبہ دیال گڑھ میں وفات پا گئیں۔ نعش کل یہاں لائی گئی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحومہ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندی درجات ...

جلد ۳۲	یکم ماہ اخاء ۱۳۲۳ ھش	۱۳ شوال ۱۳۶۳ھ	یکم اکتوبر ۱۹۴۴ء	نمبر ۲۳۰

الفضل قادیان ۱۳ شوال ۱۳۶۳ھ

خدا کے متعلق عدل و احسان کرنے کا مفہوم

اور

آیت ان اللہ یامر بالعدل میں ہمارے لئے ایک عظیم الشان سبق

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

شاید ڈیڑھ ماہ کے قریب عرصہ گزرا ہے۔ جبکہ میرے موجودہ دورہ درد نقرس کا آغاز تھا۔ ایک عزیز نے مجھ سے یہ سوال کیا۔ کہ قرآن شریف کی سورۂ نحل میں جو یہ آیت آتی ہے۔ کہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ اس کے معنے جہاں تک انسانوں کے ساتھ معاملہ کرنے کا تعلق ہے ہماری جماعت میں واضح اور معروف ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت کی نہایت لطیف تفسیر فرمائی ہے۔ جس میں ایتاء ذی القربیٰ کے یہ معنے کر کے کہ رشتہ داروں کا سا دینا یا رشتہ داروں کی طرح دینا اس آیت کی تفسیر کا ایک نیا باب کھول دیا گیا ہے۔ مگر کیا خدا تعالےٰ کی نسبت سے بھی اس آیت کے کچھ معنے کئے جا سکتے ہیں۔ یعنی حقوق اللہ کی ذیل میں اس آیت کے کیا معنے ہوں گے؟ اس

عزیز کے اس سوال پر میں ایک مہ کے لئے فکر میں پڑ گیا۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کے اس پہلو کی طرف اس سے قبل میرا خیال نہیں گیا تھا۔ مگر میرا یہ تامل ایک آن واحد کے لئے تھا جسے شاید سوال کرنے والے عزیز نے محسوس بھی نہیں کیا ہوگا۔ اور اس کے بعد معاً میرے دل میں ایک معنی آئے۔ جو میں نے اس عزیز کو خلاصۃً سنا دیئے۔ اور اب دوستوں کے فائدہ کے لئے اسے مختصر تشریح کے ساتھ اس جگہ بیان کرتا ہوں۔ چونکہ قرآن شریف کے معانی میں بے انتہا وسعت ہے۔ اور اس کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اس لئے اگر میرے یہ معنے کسی بزرگ کے کئے ہوئے معنوں سے مختلف ہوں۔ تو اس پر مجھے قابل گرفت خیال کیا جائے۔ کیونکہ ایک ہی آیت کے بہت سے معنے ہو سکتے ہیں۔ اور ان کا باہمی اختلاف قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ قرآنی علوم کی وسعت کی دلیل ہے۔

جو معنی اس عزیز کے سوال پر میرے دل میں آئے۔ وہ یہ ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے اپنی ازلی حکمت کے ماتحت اپنے دین کو تین حصوں میں منقسم کیا ہے۔ اوّل فرائض یعنی بعض باتوں کے کرنے اور بعض باتوں سے رکنے کا معین صورت میں حکم دے دیا گیا ہے۔ اور کرنے والی باتوں کو چھوڑنا اور نہ کرنے والی باتوں کو کرنا گناہ قرار دیا گیا ہے جس پر خدا کی طرف سے گرفت ہوتی ہے۔ یہ وہ حصہ ہے جو عدل کے نیچے آتا ہے یعنی انسان اس حصہ پر عمل کرے گا تو نجات پائے گا۔ اور اسے توڑے گا تو سزا کا مستحق ہوگا۔ یا دوسری جہت سے یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ بعض معین اعمال کے مقابلہ پر ایک معین اجر مقرر کر دیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ دین کا وہ ہے جو نوافل کی صورت میں مقرر کیا گیا ہے یعنی خدا نے ان کا حکم نہیں دیا۔ اور نہ ان کے ترک کو قابل سزا قرار دیا ہے مگر ان کی تحریک ضرور فرمائی ہے۔ کیونکہ وہ انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی میں بے حد ممد و موثر ہیں۔ اور جو لوگ اس حصہ پر عمل کرتے ہیں۔ وہ صرف نجات ہی نہیں پاتے۔ بلکہ درجات کی بلندی حاصل کر کے بہت سے زائد انعاموں کے وارث بن جاتے ہیں۔ مگر اس حصہ کا ترک انسان کو قابل مواخذہ نہیں بناتا۔ اس حالت کو جیسا کہ میں آگے چل کر تشریح کرونگا۔ احسان کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ احسان کے

معنے صرف حسن سلوک کرنے کے نہیں ہیں۔ جیسا کہ اردو زبان میں عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ عربی میں احسان کے معنے بہت وسیع ہیں۔ جن میں سے ایک معنے نیکی کو کمال تک پہنچانے کے بھی ہیں۔

تیسرا حصہ دین کا اس بات سے تعلق رکھتا ہے۔ کہ اعمال کو صرف تاجرانہ رنگ میں نہ ادا کیا جائے۔ جس میں ہر عمل کے ساتھ اس کی جزا کی توقع بھی لگی ہوئی ہو۔ بلکہ انسان کے اعمال کی بنیاد خدا کی فطری محبت اور نیکی کی طبعی کشش پر قائم کی جائے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ معاملہ کرتی ہے۔ جس کے محبت بھرے طبعی سلوک میں کوئی عنصر جزا کی توقع کا نہیں پایا جاتا۔ اس حالت کو قرآنی آیت نے ایتاء ذی القربیٰ کے پیارے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ یعنی خواہ تم فرائض بجا لاؤ۔ یا نوافل ادا کرو۔ تمہاری نیکی کا کمال اور تمہارے روحانی سلوک کا معراج یہ ہے کہ تمہارے اعمال کی بنیاد جزا سزا کے خیال سے بالا ہو کر صرف خدا کی محبت پر قائم ہو۔ جو ہر انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے۔

اس طرح اس آیت نے انسانی اعمال کو حقوق اللہ کے میدان میں بھی تین ممتاز درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ اوّل عدل یعنی فرائض کی ادائیگی یا بالفاظ دیگر ان معین اعمال کا بجا لانا جن پر انسان کی نجات کا دارومدار ہے۔ گویا ایک نپی تلی چیز ادا کرو۔ اور اس کے مقابل پر ایک نپا تلا اجر لے لو

ایڈیٹر غلام نبی

پرنٹر بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی ... ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

اور گو اس اجر کو اعمال سے کوئی نسبت نہیں اور انسانی نجات کی اصل بنیاد خدا کے فضل پر ہے۔ مگر بہرحال یہ وہ حالت ہے۔ جسے خدا نے عدل کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ اس میں ایک معین عمل کے مقابلہ پر ایک معین اجر قائم کیا گیا ہے۔ اور اس کے ترک پر سزا بھی رکھی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک بدوی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ یا رسول اللہ ہم پر کونسی باتیں فرض کی گئی ہیں؟ آپ نے اسے توحید پر ایمان اور نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کے احکام بتائے۔ جس پر وہ صحرائے عرب کا آزاد بدو بے اختیار ہو کر بولا۔ کہ خدا کی قسم جو حکم آپ نے بتائے ہیں۔ ان کو تو میں چھوڑوں گا نہیں۔ مگر میں ان کے علاوہ کوئی زائد عمل بھی ہرگز نہیں کروں گا۔ آپ اس کے یہ الفاظ سنکر ہنس پڑے۔ اور صحابہ رضہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جو وعدہ اس نے کیا ہے۔ اگر وہ اس پر قائم رہے۔ تو لاریب نجات پا گیا۔ یہ وہی عدل والی صورت ہے۔ کہ ایک ہاتھ سے انسان ایک معین چیز دیتا ہے۔ اور دوسرے ہاتھ سے ایک معین چیز لے لیتا ہے۔ اس روحانی سودے میں بیشک قیمت اور جنس میں کوئی نسبت نہیں۔ مگر جس چیز کو خود ہمارا خدا سودا قرار دے اسے ہم اور کس نام سے یاد کر سکتے ہیں۔

دوسرا درجہ احسان کا ہے۔ جب ایک انسان فرائض کی ادائیگی بجا لا کر نیکی سے مانوس ہو جاتا ہے۔ تو اس کے اندر آہستہ آہستہ یہ حس پیدا ہونی شروع ہوتی ہے کہ محض عدل کے مقام پر قانع ہونا کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں ہے۔ بلکہ انسان کا قدم اس سے آگے بھی اٹھنا چاہیئے۔ یہ اسی قسم کا احساس ہے۔ جیسا کہ ایک فرض شناس طالب علم کو جو محنت کا عادی ہو جاتا ہے اور علم کی چاشنی کو پا لیتا ہے۔ یہ حس پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ کہ امتحان میں صرف پاس ہونے کے قابل نمبر لے لینا کوئی خاص خوبی کی بات نہیں۔ اور اس حس کے پیدا ہوتے ہی وہ زیادہ محنت کر کے اور زائد توجہ دیکر اور زائد مطالعہ کر کے اعلیٰ نمبر حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح مذہبی میدان میں فرائض کو بجا لانے والا انسان بھی فرائض کی شیرینی کو پا کر نوافل کی طرف توجہ دینی شروع کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے روحانی امتحان میں صرف پاس ہی نہ ہو۔ بلکہ اعلیٰ درجہ پر کامیابی حاصل کرے۔ یہ احسان کا مقام ہے۔ اور قرآن شریف میں جو بعض انبیاء کو محسن کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس سے یہی مراد ہے۔ کہ یہ بزرگ لوگ نوافل کے میدان میں خاص طور پر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں بجا لانے والے تھے۔ اور محض فرائض کی ادائیگی پر قانع نہیں تھے۔ اسی طرح حدیث میں جو احسان کی یہ تعریف آتی ہے۔ کہ ان تعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی احسان کے معنی یہ ہیں۔ کہ تو خدا کی عبادت ایسے رنگ میں کرے۔ کہ صرف خدا ہی تجھے نہیں دیکھ رہا۔ بلکہ تو خود بھی خدا کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر ایسا نہیں تو کم از کم اس قدر احساس تو ہو۔ کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔ یہ بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ نیکی کو اعلیٰ صورت میں ادا کیا جائے۔ کیونکہ بندہ کا خدا کو دیکھنا یا خدا کا بندہ کو دیکھنا دونوں نہ صرف نیکی کی روح کے لئے زبردست محرک ہیں۔ بلکہ اسے غیر معمولی جلا بھی دے دیتے ہیں۔

تیسرا درجہ ایتاءِ ذی القربیٰ کا ہے۔ جب ایک انسان نہ صرف فرائض میں کامل ہو جاتا ہے۔ بلکہ نوافل کے ذریعہ زائد نیکیوں کی مدد سے روحانیت اور قرب الٰہی کی بلندیوں تک بھی جا پہنچتا ہے۔ تو پھر اس کے لئے اللہ تعالےٰ یہ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے میرے بندے۔ اب تو نے ظاہری اعمال میں تو کمال حاصل کر لیا۔ مگر ابھی تک اسکی روح میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اب آئندہ تم ایسا کرو۔ کہ اپنے اعمال میں جزاء و سزا کے خیال کو اپنے دل سے بالکل نکال دو۔ بلکہ صرف میری محبت اور میری عبادت کے طبعی جذبہ کے ماتحت نیکی کیا کرو۔ بیشک اعمال کی جزاء دینا میرا کام ہے۔ اور میں وہ آقا ہوں۔ کہ میرے دربار میں عمل کا ایک ذرہ بھی ضائع نہیں جا سکتا۔ بلکہ میں ہر عمل کا بہت بڑھ چڑھ کر بدلہ دیتا ہوں۔ مگر مجھے اپنے خاص بندوں کے لئے یہ بات پسند ہے۔ کہ وہ جزاء کے خیال سے بالا ہو جائیں۔ اور صرف میرے لئے اور میری محبت کی خاطر نیک اعمال بجا لائیں یہ وہ عظیم الشان مرتبہ ہے۔ جسے قرآن شریف نے ایتاء ذی القربیٰ کے نام سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ اسکی تشریح میں دوسری جگہ فرماتا ہے:۔ فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا۔ یعنی اے میرے بندو تم میری عبادت اور میرا ذکر ایسے رنگ میں کیا کرو۔ جس طرح تم بچہ ہونے کی حالت میں اپنے والدین کا ذکر کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ یعنی تمہارے اعمال میں طبعی اور فطری رنگ پیدا ہو جائے۔ اور جزاء کا محرک درمیان میں سے نکل جائے۔ اور حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اسکی یوں تشریح فرمائی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا کوئی بندہ میرے رستہ سے بھٹک جاتا ہے۔ اور پھر اسے کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ میرے رستہ کی طرف ہدایت ملتی ہے تو اس پر میں اس طرح خوش ہوتا ہوں۔ جس طرح ایک ماں کو اس کا کھویا ہوا بچہ مایوس ہو چکنے کے بعد واپس ملتا ہے۔ اس لطیف مثال میں بھی یہی اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کہ جب خدا اپنی ارفع و اعلیٰ شان کے ساتھ اپنے ناچیز بندوں کے متعلق ماں باپ والے جذبات رکھتا ہے۔ تو تمہیں بھی اس کے لئے کم از کم ایسے ہی جذبات رکھنے چاہئیں۔ بلکہ چونکہ تم اسکی مخلوق اور خادم بھی ہو۔ اس لئے اشد ذکرا والا معاملہ ہونا چاہیئے۔ اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مبارک کلام بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ کہ میں جو خدا کی عبادت کرتا اور اسکی راہ میں جد و جہد سے کام لیتا ہوں تو میرا یہ فعل کسی جزاء یا انعام کے خیال سے ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اگر مجھے خدا کی طرف سے یہ آواز آئے۔ کہ تیری یہ ساری عبادت اور یہ ساری جد و جہد غیر مقبول ہے۔ تو پھر بھی میری عبادت اور میری خدمت میں ذرہ بھر فرق نہ آئے۔ کیونکہ میرا دل خدا کی طرف جزاء سزا کے واسطہ سے نہیں بلکہ محبت کی تاروں کے ساتھ کھچا ہوا ہے۔ (یہ الفاظ میرے ہیں۔ کیونکہ مجھے اس وقت اصل حوالہ یاد نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض ڈائریوں میں میں نے اس مفہوم کا کلام ضرور دیکھا ہے۔ اور بعض گذشتہ اولیاء اللہ کے کلام میں بھی ایسے حوالے پائے جاتے ہیں۔)

الغرض خدا کے تعلق میں نیک اعمال کی بھی تین اقسام ہیں۔ جن کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ اور یہی وہ مفہوم ہے۔ جو اس عزیز کے سوال پر میرے دل میں آیا۔

اب رہا آیت کے دوسرے حصہ کا سوال جو فحشاء اور منکر اور بغی سے رکنے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ سو جس طرح کہ عدل اور احسان اور ایتاء ذی القربیٰ مثبت قسم کی نیکیاں تھیں۔ یہ منفی قسم کی نیکیاں ہیں۔ یعنی آیت کے پہلے حصہ میں تین باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور آیت کے دوسرے حصہ میں تین باتوں کو ترک کرنے کا ارشاد ہے۔ اور جس طرح پہلے حصہ میں ایک طبعی ترتیب رکھی گئی ہے۔ اسی طرح دوسرے حصہ میں بھی ایک طبعی ترتیب پائی جاتی ہے۔ چنانچہ سب سے اول فحشاء کو رکھا گیا ہے۔ جس کے کئی معنی ہیں۔ مگر اس جگہ اس سے ایسی بدیاں مراد ہیں۔ جو دوسروں تک نہیں پہنچتیں۔ اور انسان کے اپنے نفس تک محدود رہتی ہیں۔ یعنی وہ بدیاں جو انسان قانون کے الفاظ پر قائم رہتے ہوئے قانون کی روح کو توڑنے کی صورت میں کرتا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ وہ ایک قانون کو مانتے ہیں۔ اور صرف مانتے ہی نہیں بلکہ اس پر بظاہر عمل بھی کرتے ہیں۔ مگر اس قانون کی روح کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ اور بظاہر قانون پر قائم رہتے ہوئے بھی اسکی روح کو عملاً کچلتے چلے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ہی قرآن شریف فرماتا ہے: فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون۔ یعنی افسوس ہے ان لوگوں پر جو بظاہر نماز تو پڑھتے ہیں مگر نماز کی حقیقت سے غافل ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور گو اس اجر کو اعمال سے کوئی نسبت نہیں اور انسانی نجات کی اصل بنیاد خدا کے فضل پر ہے۔ مگر بہرحال یہ وہ حالت ہے۔ جسے خدا نے عدل کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ اس میں ایک معین عمل کے مقابلہ پر ایک معین اجر قائم کیا گیا ہے۔ اور اس کے ترک پر سزا بھی رکھی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک بدوی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ یا رسول اللہ ہم پر کونسی باتیں فرض کی گئی ہیں؟ آپ نے اسے توحید پر ایمان اور نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کے احکام بتائے۔ جس پر وہ صحرائے عرب کا آزاد بدو بے اختیار ہو کر بولا۔ کہ خدا کی قسم جو حکم آپ نے بتائے ہیں۔ ان کو تو میں چھوڑوں گا نہیں۔ مگر میں ان کے علاوہ کوئی زائد عمل بھی ہرگز نہیں کروں گا۔ آپ اس کے یہ الفاظ سنکر ہنس پڑے۔ اور صحابہ رضؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جو وعدہ اس نے کیا ہے۔ اگر وہ اس پر قائم رہے۔ تو لاریب نجات پا گیا۔ یہ وہی عدل والی صورت ہے۔ کہ ایک ہاتھ سے انسان ایک معین چیز دیتا ہے۔ اور دوسرے ہاتھ سے ایک معین چیز لے لیتا ہے۔ اس روحانی سودے میں بیشک قیمت اور جنس میں کوئی نسبت نہیں۔ مگر جس چیز کو خود ہمارا خدا سودا قرار دے اسے ہم اور کس نام سے یاد کر سکتے ہیں۔

دوسرا درجہ احسان کا ہے۔ جب ایک انسان فرائض کی ادائیگی بجالا کر نیکی سے مانوس ہو جاتا ہے۔ تو اس کے اندر آہستہ آہستہ یہ حس پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ کہ محض عدل کے مقام پر قانع ہونا کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں ہے۔ بلکہ انسان کا قدم اس سے آگے بھی اٹھنا چاہیئے۔ یہ اسی قسم کا احساس ہے۔ جیسا کہ ایک فرض شناس طالب علم کو جو محنت کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور علم کی چاشنی کو پا لیتا ہے۔ یہ حس پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ کہ امتحان میں صرف پاس ہونے کے قابل نمبر لے لینا کوئی خاص خوبی کی بات نہیں۔ اور اس حس کے پیدا ہوتے ہی وہ زیادہ محنت کر کے اور زائد توجہ دیکر اور زائد مطالعہ کر کے اعلیٰ نمبر حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح مذہبی میدان میں فرائض کو بجا لانے والا انسان بھی فرائض کی شیرینی کو پا کر نوافل کی طرف توجہ دینی شروع کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے روحانی امتحان میں صرف پاس ہی نہ ہو۔ بلکہ اعلیٰ درجہ پر کامیابی حاصل کرے۔ یہ احسان کا مقام ہے۔ اور قرآن شریف میں جو بعض انبیاء کو محسن کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس سے یہی مراد ہے۔ کہ یہ بزرگ لوگ نوافل کے میدان میں خاص طور پر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں بجا لانے والے تھے۔ اور محض فرائض کی ادائیگی پر قانع نہیں تھے۔ اسی طرح حدیث میں جو احسان کی یہ تعریف آتی ہے۔ کہ ان تعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی احسان کے معنی یہ ہیں۔ کہ تو خدا کی عبادت ایسے رنگ میں کرے۔ کہ صرف خدا ہی تجھے نہیں دیکھ رہا۔ بلکہ تو خود بھی خدا کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر ایسا نہیں تو کم از کم اس قدر احساس تو ہو۔ کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔ یہ بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ نیکی کو اعلیٰ صورت میں ادا کیا جائے۔ کیونکہ بندہ کا خدا کو دیکھنا یا خدا کا بندہ کو دیکھنا دونوں نہ صرف نیکی کی روح کے لئے زبردست محرک ہیں۔ بلکہ اسے غیر معمولی جلا بھی دے دیتے ہیں۔

تیسرا درجہ ایتاءِ ذی القربیٰ کا ہے۔ جب ایک انسان نہ صرف فرائض میں کامل ہو جاتا ہے۔ بلکہ نوافل کے ذریعہ زائد نیکیوں کی مدد سے روحانیت اور قرب الٰہی کی بلندیوں تک بھی جا پہنچتا ہے۔ تو پھر اس کے لئے اللہ تعالےٰ یہ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے میرے بندے۔ اب تو نے ظاہری اعمال میں تو کمال حاصل کر لیا۔ مگر ابھی تک اسکی روح میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اب آئندہ تم ایسا کرو۔ کہ اپنے اعمال میں جزاء و سزا کے خیال کو اپنے دل سے بالکل نکال دو۔ بلکہ صرف میری محبت اور میری عبادت کے طبعی جذبہ کے ماتحت نیکی کیا کرو۔ بیشک اعمال کی جزاء دینا میرا کام ہے۔ اور میں وہ آقا ہوں۔ کہ میرے دربار میں عمل کا ایک ذرہ بھی ضائع نہیں جا سکتا۔ بلکہ میں ہر عمل کا بہت بڑھ چڑھ کر بدلہ دیتا ہوں۔ مگر مجھے اپنے خاص بندوں کے لئے یہ بات پسند ہے۔ کہ وہ جزاء کے خیال سے بالا ہو جائیں۔ اور صرف میرے لئے اور میری محبت کی خاطر نیک اعمال بجا لائیں یہ وہ عظیم الشان مرتبہ ہے۔ جسے قرآن شریف نے ایتاءِ ذی القربیٰ کے نام سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ اسکی تشریح میں دوسری جگہ فرماتا ہے۔

فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا۔ یعنی اے میرے بندو تم میری عبادت اور میرا ذکر ایسے رنگ میں کیا کرو۔ جس طرح تم بچہ ہونے کی حالت میں اپنے والدین کا ذکر کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ یعنی تمہارے اعمال میں طبعی اور فطری رنگ پیدا ہو جائے۔ اور جزاء کا محرک درمیان میں سے نکل جائے۔ اور حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی یوں تشریح فرمائی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا کوئی بندہ میرے رستہ سے بھٹک جاتا ہے۔ اور پھر اسے کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ میرے رستہ کی طرف ہدایت ملتی ہے۔ تو اس پر میں اس طرح خوش ہوتا ہوں۔ جس طرح ایک ماں کو اس کا کھویا ہوا بچہ مایوس ہو چکنے کے بعد واپس ملتا ہے۔ اس لطیف مثال میں بھی یہی اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کہ جب خدا اپنی ارفع و اعلیٰ شان کے ساتھ اپنے ناچیز بندوں کے متعلق ماں باپ والے جذبات رکھتا ہے۔ تو تمہیں بھی اس کے لئے کم از کم ایسے ہی جذبات رکھنے چاہئیں۔ بلکہ چونکہ تم اسکی مخلوق اور خادم بھی ہو۔ اس لئے اشد ذکراً والا معاملہ ہونا چاہیئے۔ اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مبارک کلام بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ کہ میں جو خدا کی عبادت کرتا اور اسکی راہ میں جدوجہد سے کام لیتا ہوں تو میرا یہ فعل کسی جزاء یا انعام کے خیال سے ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اگر مجھے خدا کی طرف سے یہ آواز آئے۔ کہ تیری یہ ساری عبادت اور یہ ساری جدوجہد غیر مقبول ہے۔ تو پھر بھی میری عبادت اور میری خدمت میں ذرہ بھر فرق نہ آئے۔ کیونکہ میرا دل خدا کی طرف جزاء سزا کے واسطہ سے نہیں بلکہ محبت کی تاروں کے ساتھ کھچا ہوا ہے۔ (یہ الفاظ میرے ہیں۔ کیونکہ مجھے اس وقت اصل حوالہ یاد نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض ڈائریوں میں میں نے اس مفہوم کا کلام ضرور دیکھا ہے۔ اور بعض گذشتہ اولیاء اللہ کے کلام میں بھی ایسے نمونے پائے جاتے ہیں۔)

الغرض خدا کے تعلق میں نیک اعمال کی بھی تین اقسام ہیں۔ جن کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ اور یہی وہ مفہوم ہے۔ جو اس عزیز کے سوال پر میرے دل میں آیا۔

اب رہا آیت کے دوسرے حصہ کا سوال جو فحشاء اور منکر اور بغی سے رکنے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ سو جس طرح کہ عدل اور احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ مثبت قسم کی نیکیاں تھیں۔ یہ منفی قسم کی نیکیاں ہیں۔ یعنی آیت کے پہلے حصہ میں تین باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور آیت کے دوسرے حصہ میں تین باتوں کو ترک کرنے کا ارشاد ہے۔ اور جس طرح پہلے حصہ میں ایک طبعی ترتیب رکھی گئی ہے۔ اسی طرح دوسرے حصہ میں بھی ایک طبعی ترتیب پائی جاتی ہے۔ چنانچہ سب سے اول فحشاء کو رکھا گیا ہے۔ جس کے کئی معنی ہیں۔ مگر اس جگہ اس سے ایسی بدیاں مراد ہیں۔ جو دوسروں تک نہیں پہنچتیں۔ اور انسان کے اپنے نفس تک محدود رہتی ہیں۔ یعنی وہ بدیاں جو انسان قانون کے الفاظ پر قائم رہتے ہوئے قانون کی روح کو توڑنے کی صورت میں کرتا ہے دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ وہ ایک قانون کو مانتے ہیں۔ اور صرف مانتے ہی نہیں بلکہ اس پر بظاہر عمل بھی کرتے ہیں۔ مگر اس قانون کی روح کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ اور بظاہر قانون پر قائم رہتے ہوئے بھی اسکی روح کو عملاً کچلتے چلے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ہی قرآن شریف فرماتا ہے: فویل للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون۔ یعنی افسوس ہے ان لوگوں پر جو بظاہر نماز تو پڑھتے ہیں مگر نماز کی حقیقت سے غافل ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشآء والمنکر یعنی حقیقی نماز تو وہ ہے جو انسان کو نہ صرف الٰہی قانون کے توڑنے سے روک دیتی ہے۔ بلکہ قانون کی رُوح کو بھی مرنے سے بچاتی ہے۔ دوسرے درجہ پر قرآن شریف نے منکر کا لفظ رکھا ہے۔ منکر کے معنی لوگوں کو نظر آنے والی بدی کے ہیں۔ جسے قانون پر چلنے والے لوگ دیکھیں۔ اور اسے بُرا منائیں گویا منکر سے مراد قانون شکنی ہے۔ یعنی ایک انسان اپنے اوپر خدائی حکومت کو تو تسلیم کرے۔ اور اس کی حکومت کا باغی نہ ہو۔ مگر عملاً قانون کو توڑتا بھی رہے۔ یہ بدی بھی بہت عام ہے مثلاً ایک شخص اسلام کا دعوےٰ کرتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا۔ یا روزہ نہیں رکھتا یا زکوٰۃ فرض ہوتے ہوئے زکوٰۃ نہیں دیتا۔ وغیر ذالک۔ ایسا شخص فحشاء کی حد سے آگے گزر کر منکر کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ جہاں فحشا کا ارتکاب کرنے والا شخص بظاہر قانون پر قائم اور کاربند تھا۔ اور صرف اس کی رُوح کے خلاف قدم مارتا تھا۔ وہاں یہ شخص خود قانون کو ہی توڑتا ہے۔ اور خدا کی حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے حکموں کو عملاً نہیں مانتا۔ تیسرا درجہ بغی کا ہے یعنی انسان سرے سے خدا کی حکومت ہی کا باغی اور سرکش ہو جائے۔ اور یہ دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک اس طرح کہ ایک انسان خدائی حکومت کا کلی طور پر باغی ہو جائے۔ مثلاً مطلقاً اسلام کا ہی انکار کردے۔ اور دوسرے اس طرح کہ اسلام کے کسی حکم سے انکاری ہو جائے۔ مثلاً یہ کہتا ہو کہ میں اسلام کو تو مانتا ہوں۔ مگر اس کا جو حکم سود کے متعلق ہے۔ یا جو تعلیم اس کی تعدد ازدواج کے بارے میں ہے اسے درست نہیں سمجھتا۔ سو ایسا شخص باغی یعنی بغی کا مرتکب ہے۔ جو منکر کے مرتکب سے بھی آگے قدم مارتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ آیت کے دوسرے حصہ میں اللہ تعالےٰ نے تین اصولی بدیوں کو علی الترتیب بیان کر کے اور انہیں پہلے حصہ کی تین اصولی نیکیوں کے مقابل پر رکھ کر اپنی تعلیم کو اصولی طور پر مکمل فرما دیا ہے۔ پس یہ آیت صرف حقوق العباد ہی کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ ایک نہایت لطیف رنگ میں حقوق اللہ کے ساتھ بھی گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ قرآن شریف کا کمال ہے۔ کہ اس نے اتنے مختصر الفاظ میں اتنے وسیع مضمون کو بیان فرما دیا ہے۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد ہر دو میدانوں میں ایک جیسے کامل مشعل راہ کا کام دیتا ہے۔ جس کے باہر کوئی مثبت یا منفی قسم کی نیکی باقی نہیں رہتی۔ اور انسان کے ہاتھ میں ایک اصولی مگر مکمل ضابطۂ عمل آجاتا ہے۔ فسبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

بالآخر میں اس جگہ نہایت مختصر طور پر ایک اور بات بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ جو اس آیت سے مجموعی طور پر مستنبط ہوتی ہے۔ اور یہ بات انسانی تربیت کے ساتھ اصولی تعلق رکھتی ہے۔ دنیا میں اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ اور یہی طریق عام طور پر طبعی سمجھا جاتا ہے۔ کہ انسانی تربیت کا یہ اصول ہے کہ پہلے اس کے اندر منفی قسم کی نیکیاں پیدا کی جائیں۔ یعنی پہلے اسے بدیوں سے پاک وصاف کیا جائے۔ اور پھر مثبت قسم کی نیکیوں کی طرف توجہ کی جائے بظاہر یہ ایک بالکل سیدھا اور طبعی طریق نظر آتا ہے۔ مگر درحقیقت یہ ایک نہایت غلط اور تباہ کن طریق ہے۔ اور زیر بحث قرآنی آیت بڑی وضاحت سے اس کی تردید کرتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں پہلے مثبت قسم کی نیکیوں کا ذکر ہے۔ اور پھر منفی قسم کی نیکیوں کا۔ اور غور کیا جائے۔ تو یہی طریق صحیح اور طبعی طریق ہے۔ کہ پہلے نیکی قائم کی جائے۔ اور پھر اس کی مدد سے بدی کا استیصال ہو۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ قوت وطاقت کا اصل منبع مثبت قسم کی نیکی میں مرکوز ہے۔ اور منفی قسم کی نیکی اس کے تابع ہے۔ جس طرح ایک ریل کی گاڑیاں اس کے انجن کے تابع ہوتی ہیں۔ ویسے بھی غور کریں تو منفی نیکی رکنے کا نام ہے۔ اور مثبت نیکی عمل اور اقدام کا رنگ رکھتی ہے۔ اور کون عقل مند ہے جو رکنے کے فعل کو طاقت وقوت کا منبع قرار دے سکتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف نے مثبت نیکی کو مقدم رکھا ہے۔ اور منفی کو مؤخر۔ چنانچہ اس آیت کے علاوہ بھی قرآن شریف نے جہاں جہاں ہر دو قسم کی نیکیوں کو ایک جگہ بیان کیا ہے۔ یا جہاں جہاں نیکیوں کی تلقین وتبلیغ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہاں مثبت قسم کی نیکیوں کو پہلے بیان کیا ہے۔ اور منفی قسم کو بعد میں۔ مثلاً اس قسم کی آیتوں سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ کہ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ ورنہ عام خیال کے مطابق یوں ہونا چاہیے تھا کہ ینھون عن المنکر ویامرون بالمعروف۔ مگر چونکہ اسلام فطرت کا مذہب ہے۔ اس لئے اس نے انسانی فطرت کی صحیح نبض پر انگلی رکھ کر مثبت نیکی کو ہمیشہ پہلے رکھا ہے۔ اور منفی نیکی کو بعد میں۔ بلکہ ایک جگہ تو قرآن شریف صراحت کے ساتھ فرماتا ہے۔ کہ ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی ہم نے مثبت نیکیوں میں یہ طاقت ودیعت کی ہے۔ کہ وہ بدیوں کو اس طرح بہا کر لے جاتی ہیں۔ جس طرح کہ دریا کی تیز رو خس وخاشاک کو بہاتی ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز جو ایک مثبت قسم کی نیکی ہے۔ اس میں خالق فطرت نے یہ خاصیت رکھی ہے۔ کہ وہ انسان کو فحشاء اور منکر سے بچاتی ہے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ تربیت انسانی کے میدان میں مثبت نیکیوں کو مقدم کیا جاتا۔ اور اسی حکیمانہ اصول کی طرف ہمیں آیت زیر بحث بڑے لطیف پیرایہ میں توجہ دلا رہی ہے۔ پس چاہیئے کہ ہم اپنے بچوں اور کمزور لوگوں اور نو مسلموں اور نو احمدیوں بلکہ خود اپنے نفسوں کی تربیت میں اس پختہ اور فطری اصول کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں۔ یقیناً وہ والدین جو بزعم خود اپنے آوارہ بچوں کی آوارگی کو دور کرنے کے درپے تو رہتے ہیں۔ مگر انہیں نماز روزہ اور ذکر الٰہی اور خدمت سلسلہ کی طرف توجہ نہیں دلاتے۔ اور اس انتظار میں رہتے ہیں۔ کہ پہلے ان بچوں کی آوارگی دور ہو۔ تو پھر انہیں ان نیکیوں کی تلقین کی جائے۔ وہ اپنے بچوں کے دشمن ہیں اور خود اپنے ہاتھوں سے ان کی تباہی کا بیج بوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے من گھڑت اصولوں کے پیچھے لگ کر اس عظیم الشان فطری طاقت کو بھول جاتے ہیں۔ جو بدیوں کے دُور کرنے میں ساری چیزوں سے زیادہ سریع الاثر اور زیادہ وسیع الاثر ہے۔ کاش لوگ اس نکتہ کو سمجھیں۔

چونکہ ابھی تک بیماری کے نتیجہ میں میری طبیعت کمزور ہے۔ اور یورک ایسڈ کی زیادتی نے میرے خون میں غلبہ پا کر میرے اعضا کو گویا دبا رکھا ہے اس لئے زیادہ لکھنے سے مجھے تکلیف کے عود کرنے کا اندیشہ ہے۔ بلکہ اسی قدر لکھنے سے میرے اندر اعصابی بےچینی کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے۔ کیونکہ گو رُوح تیار ہے۔ مگر جسم کمزور ہے۔ اس لئے اسی مختصر نوٹ پر اکتفا کرتے ہوئے اس وسیع مضمون کو جو پوری تشریح کے لئے بہت زیادہ تفصیل چاہتا ہے ختم کرتا ہوں اور خدا سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے بھی اور دوسرے دوستوں کو بھی اپنی پاک تعلیم کو سمجھنے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ اور ہمیں اپنا ایسا بندہ بنالے۔ جو نفس مطمئنہ پاکر ہر آن خدا کی طرف فطری محبت کی تاروں کے ذریعہ لوٹنے والا ہو۔

این سعادت کا یم دل اگر آید میسرم

راقم آثم مرزا بشیر احمد ۲۸ ستمبر ۱۹۴۴ء

امتحان "شمائل احمد"

اطفال احمدیہ کا آئندہ امتحان انشاء اللہ ۷ ابوت (نومبر) کو ہوگا جس کے لئے "شمائل احمد" کا نصف آخر بطور نصاب مقرر ہے زعماء قائدین اور مربیان حضرات سے التماس ہے کہ تمام بچوں کو امتحان میں شمولیت کی تحریک فرمائیں۔ اور امیدواران کے اسماء دفتر مرکزیہ کو بھجوائیں "شمائل احمد" کا نسخہ اڑکے صاحب مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے دفتر سے طلب فرمائیں۔ مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی وفات کس طرح ہوئی

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب)

میر صاحب رضی اللہ عنہ کو کئی سال سے ایک بیماری تھی جو عود کر کرکے آتی تھی۔ یعنی ان کے دماغ کا مصفا پانی ناک کے راستے ٹپکنا شروع ہو جاتا۔ اور پھر خود ہی بند ہو جایا کرتا تھا۔ یہ ایک بہت شاذ بیماری ہے۔ جس کا کوئی علاج اب تک معلوم نہیں ہؤا۔ ہر حملہ کے بعد مرحوم بہت کمزور ہو جاتے تھے۔ اور اہل خانہ سے اسے چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔ تاکہ وہ گھبرا نہ جائیں۔ لاہور کے جلسہ مصلح موعود سے واپس تشریف لائے تو نزلہ ہو گیا۔ بخار آنے لگا اور ناک میں سے پانی گرنا پھر شروع ہو گیا۔ ۱۴ مارچ کو مجھے بلایا۔ میں نے نسخہ تجویز کیا۔ اشارہ سے کہا۔ کہ والدہ داؤد کو اس پانی کے گرنے کی خبر نہ ہو۔ ۱۶ مارچ کی شام کو ۵ بجے شیخ احسان علی صاحب کی دکان کے آگے ملے فرمایا کہ سر میں شدید درد ہے۔ کئی ٹکیاں ایسپرین کی کھا چکا ہوں۔ اب گھر جا رہا ہوں (گیسٹ ہوس میں مقیم تھے) میں یہ سنکر مسجد مبارک میں عصر کی نماز پڑھنے چلا گیا۔ نماز سے فارغ ہؤا تھا۔ کہ کسی نے کہا کہ میر صاحب دارالشیوخ میں بڑ کے درخت کے نیچے پڑے ہیں۔ اور گر کر بیہوش ہو گئے ہیں۔ جب میں وہاں پہنچا۔ تو دیکھا کہ لڑکے انہیں دبا رہے تھے۔ اور پیر جیسں رہے تھے۔ میاں عبدالمنان صاحب بھی پاس تھے۔ فرمایا کہ ناقابل برداشت درد میرے سر میں ہے۔ اور بغیر مارفیا کے کسی چیز سے فائدہ نہ ہوگا۔ میں نے شیخ احسان علی صاحب کے ہاں سے مارفیا انجکشن تیار کرا کے منگائی اور لگا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد قدرے سکون ہو گیا۔ اتنے میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے گیسٹ ہوس تک جانے کے لئے اپنی موٹر بھیج دی۔ تھوڑی دیر میں لیٹے لیٹے چارپائی پر بیٹھ گئے۔ اور نہایت جوش سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں ریا تم گواہ رہو) کہ اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔

اسکے بعد ہم نے کہا کہ موٹر احاطہ سے باہر کھڑی ہے اس پر سوار ہو جائیں۔ فرمانے لگے میرے لئے اب یہ بھی ناممکن ہے۔ اسپر کئی لڑکوں نے ان کی چارپائی اٹھائی۔ اور باہر موٹر کے پاس لے گئے۔ فرمانے لگے یونہی گھر لے چلو۔ مجھے اور مولوی عبدالمنان صاحب کو فرمایا کہ گھر تک ہمراہ رہیں۔ گھر میں جا کر لٹا یا گیا۔ بیوی سامنے آئیں۔ تو ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے بالکل فکر نہ کرو۔ میں اچھا ہوں۔ مجھے کچھ تکلیف نہیں ہے۔ اور اس طرح ان کی تسلی کی۔ اتنے میں انیمیا تیار کیا گیا۔ اور کئی دفعہ کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ بعدہ دن کے کھانے کی قے آئی۔ پھر جلد جلد غنودگی بڑھنے لگی۔ مگر قے جاری رہی۔ سخت درد سر قے اور غفلت کی وجہ سے نصف شب کے قریب خیال ہؤا کہ یہ یوریمیا (Uremia) ہے پیشاب ربڑ کی نلکی سے نکالا گیا۔ تو اس میں کافی ایلبیومن (Albumin) تھا مگر بعض اور علامات سے رات کے دو بجے یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ دماغ کا پانی یعنی (Cerebro-Spinal Fluid) کمر میں سوراخ کر کے نکالا جائے۔ وہ نکالا گیا۔ تو بہت زور سے دھار باندھ کر اور دودھ کی طرح سفید یعنی پیپ سے ملا ہؤا نکلا۔ جس میں خوردبینی امتحان کرنے پر ہر قسم کے پیپ کے جراثیم پائے گئے۔ معلوم ہؤا کہ وہ پانی جو ہمیشہ ناک میں سے نکلا کرتا تھا۔ اور دماغ کے اندر اور پردوں میں اس کا منبع تھا۔ وہ سپٹک (Septic) ہو گیا ہے۔ اور سرسامی کیفیت، غفلت تشنج، قے اور آنکھوں کا ایک طرف کو پھر جانا۔ اور پتلیوں کا سکڑ جانا سب اسی وجہ سے ہے۔ اور صورت ورم دماغ (Meningitis) کی قائم ہو گئی ہے۔ ایک دفعہ بیہوش ہو کر پھر ہوش نہیں آیا۔ تیز بخار اس دوران میں برابر چڑھا رہا۔ ان چوبیں گھنٹوں میں افاقہ

مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کی بیعت کے حالات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خان بہادر سردار محمد اکبر خاں صاحب وزیر وزارت گلگت کی کوشش سے ۹۷-۱۸۹۶ء میں گلگت میں ایک جامع مسجد بازار کی مغربی جانب ملازمان و اہالیان گلگت اور کشمیری دوکانداروں کے چندہ اور رضاکارانہ مشقت سے تیار ہوئی۔ حسن اتفاق سے انہی دنوں مولوی عبدالرحمٰن صاحب جو ابھی نوعمر تھے۔ کاغان کے علاقہ سے چلاس کے راستہ گلگت میں وارد ہوئے۔ چونکہ مذہبی علمی قابلیت بہت اچھی تھی۔ اس لئے سردار محمد اکبر خاں صاحب نے جن کے سپرد مسجد کا انتظام تھا۔ مولوی صاحب موصوف کو مسجد کا امام بمشاہرہ بیس روپیہ مقرر کر دیا۔ ان ایام میں چونکہ احمدی اور غیر احمدی مل کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس لئے خاکسار بھی اسی مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ مولوی صاحب کو مجھ سے بہت انس پیدا ہو گیا۔ میں محکمہ پولیٹیکل ایجنسی میں ملازم تھا۔ وہ کبھی کبھی میرے مکان پر تشریف لایا کرتے۔ میرے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریباً سب کتب موجود تھیں۔ اور اخبار الحکم بھی آیا کرتا تھا۔ جب کبھی وہ میرے مکان پر تشریف لاتے میں انکو سلسلہ کی کتب اور اخبار پڑھنے کے لئے دیتا۔ اس طرح وہ بہت سا وقت میرے مکان پر ہی گذارتے۔ قریباً دو سال گذرنے کے بعد انہوں نے مجھے اطلاع کئے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی دستخطی بیعت کی منظوری کا کارڈ ان کے پاس پہنچا۔ تو وہ کارڈ انہوں نے مجھے دکھایا جس پر مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ مولوی صاحب کے بیعت کر لینے کو خفیہ رکھا گیا۔ اور قریباً دو سال تک کسی کو خبر نہ ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا۔ کشمیر کے ایک سید پیر محمد یوسف صاحب تقریباً ہر سال کشمیری دوکانداروں سے نذرانہ وصول کرنے کے لئے گلگت آیا کرتے تھے۔ ان کو کسی مذہبی کتاب کے کسی حوالہ کے لئے ضرورت جو پڑی۔ تو انہوں نے وہ کتاب مولوی صاحب موصوف سے منگوا بھیجی۔ اتفاق سے وہ بیعت کا کارڈ اسی کتاب میں پڑا تھا۔ پیر صاحب کو مولوی صاحب کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے اور خود امام مقرر ہونے کا بہت اچھا اوزار مل گیا۔ اس نے کشمیری دوکانداروں کو وہ کارڈ دکھا کر خوب مشتعل کر دیا۔ اور انہوں نے بے حد شور مچایا۔ چونکہ سب لوگ مخالف ہو گئے۔ اس لئے مولوی صاحب کو گلگت چھوڑنا پڑا مگر پیر صاحب بھی امام مقرر نہ ہو سکے۔ اور ایک کوہلی والے مولوی صاحب امام مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد گلگت کا ہی ایک شخص دیوبند سے تعلیم پا کر واپس پہنچ گیا۔ اور وہ امام مقرر ہؤا۔ مولوی صاحب کشمیر میں بمقام پاڑی پورہ راجہ عطا محمد خاں صاحب احمدی کے پاس چلے آئے۔ راجہ صاحب کچھ عرصہ گلگت میں بطور وزیر وزارت رہ چکے تھے۔ غالباً راجہ صاحب کی کوشش سے مولوی صاحب کو کشمیر میں زمین بھی مل گئی۔ اور شادی کر کے چک اندورہ میں آباد ہو گئے۔ (خانبہادر غلام محمد از قادیان)

ہو دعا اور دوا سے کوشش اور جدوجہد کرتے رہے۔ مگر تقدیر الٰہی انکار کرتی رہی۔ یہانتک کہ مغرب کے وقت روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اور وہ آفتاب علم و حکمت اور مجموعۂ محاسنِ اخلاقِ نبویؐ ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے غروب ہو گیا۔ قادیان امرتسر اور لاہور کے معالجوں نے اپنے سب آلاتِ حرب استعمال کر لئے اور بیماری کے خلاف اپنی فولادی سوئیوں شیشہ کی نلکیوں اور ربڑ کی پچکاریوں کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ مگر اجلِ مقدر نے سب پر فتح پائی اور اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا......

بعثت ثانیہ کے کام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ثانیہ یعنی مسیح موعودؑ کے ذریعہ کیا کام ہونے والے تھے۔ ایک نہایت اہم سوال ہے۔ جس کا جواب ہر احمدی کو جاننا ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

احمدی خواتین کے امتحان کشتی نوح کا نتیجہ

خدا تعالےٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے کتب سلسلہ کے امتحانات جاری کئے گئے ہیں۔ پہلا امتحان کشتی نوح کا ہوا۔ جس میں بیرونجات اور قادیان کی تقریباً پانچسو خواتین نے حصہ لیا۔ نتیجہ مندرجہ ذیل ہے۔ آئندہ تاریخ و کتب امتحان کا انشاء اللہ عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صاحبزادی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب فرسٹ ہیں۔ جنہوں نے پچاس میں سے ۴۸ نمبر حاصل کئے۔ کل نمبر پچاس تھے۔ ذیل میں جو فہرست درج کی جاتی ہے۔ اس میں اوپر رول نمبر اور نیچے پچاس میں سے حاصل کردہ نمبر درج کئے گئے ہیں۔

(خاکسار عزیز رضیہ سکرٹری تعلیم و تربیت)

قادیان

۱/۲۹ - ۲/۲۲ - ۳/۴۸ - ۴/۴۰ - ۵/۳۹ - ۶/۴۴ - ۷/۲۲
۸/۴۵ - ۹/۴۳ - ۱۰/۲۶ - ۱۱/۴۱ - ۱۲/۳۳ - ۱۳/۳۸ - ۱۴/۲۴
۱۵/۴۵ - ۱۶/۴۲ - ۱۷/۳۹ - ۱۸/۴۷ - ۱۹/۳۸ - ۲۰/۴۶ - ۲۱/۴۳
۲۲/۳۴ - ۲۳/۴۶ - ۲۵/۲۸ - ۲۶/۲۸ - ۲۷/۳۲ - ۲۸/۴۰
۲۹/۳۶ - ۳۰/۳۸ - ۳۱/۳۷ - ۳۲/۴۳ - ۳۳/۴۲ - ۳۴/۳۷
۳۵/۲۲ - ۳۶/۴۵ - ۳۷/۲۳ - ۳۸/۳۱ - ۳۹/۲۶ - ۴۰/۳۰
۴۱/۴۲ - ۴۲/۴۲ - ۴۳/۲۶ - ۴۴/۳۴ - ۴۵/۳۱ - ۴۶/۲۵
۴۷/۱۷ - ۴۸/۲۷ - ۴۹/۴۴ - ۵۰/۳۴ - ۵۱/۴۰ - ۵۲/۲۹
۵۳/۲۷ - ۵۴/۱۸ - ۵۵/۲۷ - ۵۶/۲۴ - ۵۷/۴۰ - ۵۸/۴۱
۵۹/۴۰ - ۶۰/۳۴ - ۶۱/۲۵ - ۶۲/۴۲½ - ۶۳/۳۱ - ۶۴/۴۱
۶۶/۴۳ - ۶۷/۳۰ - ۶۸/۳۵ - ۶۹/۱۷ - ۷۰/۱۸ - ۷۱/۲۸ - ۷۲/۴۳
۷۳/۳۰ - ۷۵/۳۰ - ۷۶/۲۵ - ۷۷/۳۷ - ۷۸/۴۲ - ۷۹/۳۰
۸۰/۳۳ - ۸۱/۳۷ - ۸۲/۳۳ - ۸۳/۲۴ - ۸۴/۲۶ - ۸۵/۳۱
۸۶/۳۰ - ۸۷/۱۷ - ۸۸/۴۱ - ۸۹/۲۴ - ۹۰/۲۷ - ۹۱/۴۳
۹۲/۲۹ - ۹۳/۴۶ - ۹۴/۲۹ - ۹۵/۲۶ - ۹۷/۲۶ - ۹۸/۴۱
۹۹/۴۱ - ۱۰۰/۳۷ - ۱۰۱/۳۸ - ۱۰۲/۲۸ - ۱۰۳/۱۸ - ۱۰۴/۱۷
۱۰۵/۲۶ - ۱۰۶/۱۷ - ۱۰۷/۱۷ - ۱۰۸/۲۲ - ۱۰۹/۱۷ - ۱۱۱/۲۶
۱۱۲/۳۵ - ۱۱۳/۲۹ - ۱۱۴/۲۸ - ۱۱۵/۲۲ - ۱۱۶/۲۵ - ۱۱۷/۳۱
۱۱۸/۲۱ - ۱۱۹/۲۴ - ۱۲۰/۲۲ - ۱۲۱/۳۴ - ۱۲۲/۳۰ - ۱۲۳/۲۶
۱۲۴/۳۱ - ۱۲۵/۲۰ - ۱۲۶/۱۸ - ۱۲۷/۱۷ - ۱۲۸/۳۴ - ۱۲۹/۳۵
۱۳۰/۲۰ - ۱۳۱/۲۹ - ۱۳۲/۲۸ - ۱۳۳/۲۹ - ۱۳۴/۴۳
۱۳۵/۱۹ - ۱۳۶/۱۷ - ۱۳۸/۲۸ - ۱۴۰/۳۴ - ۱۴۱/۲۶
۱۴۴/۱۷ - ۱۴۵/۱۷ - ۱۴۶/۱۷ - ۱۴۷/۱۷ - ۱۴۸/۱۷
۱۵۱/۲۲ - ۱۵۲/۲۷ - ۱۵۳/۱۷ - ۱۵۴/۱۷ - ۱۵۵/۳۱ - ۱۵۶/۱۹
۱۵۷/۱۷ - ۱۵۸/۱۷ - ۱۵۹/۴۹ - ۱۶۱/۳۸ - ۱۶۲/۲۸
۱۶۳/۳۶ - ۱۶۵/۱۷ - ۱۶۶/۱۷ - ۱۶۷/۲۱ - ۱۶۸/۲۲
۱۶۹/۱۹ - ۱۷۱/۲۳ - ۱۷۲/۱۹ - ۱۷۳/۱۸ - ۱۷۵/۱۹ - ۱۷۹/۱۸
۱۸۰/۱۸ - ۱۸۱/۲۵ - ۱۸۲/۱۷ - ۱۸۳/۲۲ - ۱۸۴/۱۷
۱۸۵/۱۷ - ۱۸۶/۱۹ - ۱۸۸/۲۹ - ۱۸۹/۲۸ - ۱۹۰/۴۳
۱۹۱/۳۹ - ۱۹۳/۳۸ - ۱۹۵/۲۹ - ۱۹۶/۴۶ - ۱۹۷/۲۱
۱۹۹/۱۷ - ۲۰۰/۱۷ - ۲۰۱/۲۵ - ۲۰۲/۱۷ - ۲۰۳/۴۴
۲۰۴/۳۰ - ۲۰۶/۱۷ - ۲۰۷/۲۳ - ۲۱۰/۱۷ - ۲۱۱/۳۲ - ۲۱۲/۱۷
۲۱۳/۳۵ - ۲۱۴/۱۹ - ۲۱۵/۲۳ - ۲۱۶/۲۰ - ۲۱۷/۳۰
۲۱۸/۱۹ - ۲۱۹/۱۹ - ۲۲۰/۳۰ - ۲۲۱/۲۵ - ۲۲۲/۲۶
۲۲۳/۱۷ - ۲۲۵/۱۷ - ۲۲۶/۲۲ - ۲۲۸/۳۴ - ۲۲۹/۱۸
۲۳۲/۳۰ - ۲۳۴/۱۷ - ۲۳۵/۲۰ - ۲۳۶/۲۲ - ۲۳۷/۳۵
۲۳۸/۴۳ - ۲۳۹/۲۷ - ۲۴۰/۲۷ - ۲۴۱/۳۶ - ۲۴۲/۱۹
۲۴۳/۱۷ - ۲۴۴/۲۲ - ۲۴۵/۳۷ - ۲۴۶/۱۷ - ۲۴۷/۲۸
۲۴۸/۳۰ - ۲۵۰/۱۷ - ۲۵۱/۱۷ - ۲۵۲/۳۱ - ۲۵۳/۳۷
۲۵۴/۲۰ - ۲۵۵/۳۰ - ۲۵۶/۱۷ - ۲۵۸/۲۲ - ۲۶۰/۲۴
۲۶۱/۲۱ - ۲۶۲/۲۱ - ۲۶۳/۲۲ - ۲۶۴/۳۲ - ۲۶۵/۱۷
۲۶۶/۱۸ - ۲۶۷/۱۸ - ۲۶۸/۲۳ - ۲۶۹/۲۴ - ۲۷۰/۱۷

بیرونی جماعتوں کی خواتین کو چونکہ اپنے رول نمبروں کا پتہ نہیں۔ اس لئے ان کے نام اور حاصل کردہ نمبر درج کئے جاتے ہیں۔

دہلی

سعیدہ بیگم اہلیہ شیخ عبدالحکیم صاحب ۱۸
بشریٰ خالدہ بنت شیخ غلام حسین صاحب ۳۱
میمونہ بیگم معرفت حاجی محمد صدیق صاحب ۱۷
مبارکہ بیگم اہلیہ حافظ عبدالسلام صاحب ۱۸
آمنہ بیگم بنت " " " " ۲۴
صدیقہ بیگم اہلیہ مرزا محمد حسین صاحب ۱۹
امۃ الحفیظ بیگم ۸۵ سرکلر روڈ ۳۲
صالحہ عفیفہ بنت شیخ غلام حسین صاحب ۲۷
امینہ بیگم اہلیہ ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف صاحب ۴۰
خضر سلطانہ اہلیہ محمد یونس صاحب ۱۷
فاطمہ خاتون اہلیہ چودھری احسان الٰہی صاحب ۱۷
بھاگلپور۔ آمنہ بنت عبدالقادر صاحب بھاگلپور ۲۴
خولہ " " " " " ۳۶

جہلم

نذیر بنت میاں محمد حسین صاحب ۲۱
سیدہ زینب قدسیہ بنت سید زمان شاہ صاحب ۲۳

بٹالہ

نصرت جہاں بیگم بنت اکبر علی صاحب ۳۲
ام عطاء الرحمٰن اہلیہ اکبر علی صاحب ۱۸

فیض اللہ چک

سلیمہ اختر صاحبہ ۲۳
رضیہ سلطانہ صاحبہ ۲۳
انور سلطانہ صاحبہ ۱۷
اکبر سلطانہ صاحبہ ۲۱
سلیمہ اختر بنت ماسٹر غلام محمد صاحب ۲۳

کپورتھلہ

ناصرہ بیگم صاحبہ ۳۸

فیروزپور

سعیدہ بیگم اہلیہ صاحبہ بابو عبدالعزیز ۱۹
امۃ اللطیف بنت " " ۳۲
سعیدہ صادقہ " " ۳۰
نور فرحت اہلیہ بابو محمد احمد صاحب ۲۱

سیالکوٹ

سلطان حیدری بیگم صاحبہ ۱۷
اقبال حیدری بیگم صاحبہ ۲۹
خورشید بیگم صاحبہ ۱۷
ناصرہ بیگم صاحبہ ۳۰
بریلی۔ ناصرہ خاتون بنت محمد یونس صاحب ۴۵
پٹنی۔ بشریٰ اختر اہلیہ مرزا مبارک احمد صاحب ۳۸

لاہور

ثریا خاتون بنت بابو کمال دین صاحب ۲۵
منور اختر " " " ۲۷
سلمیٰ بنت عبدالعزیز صاحب ۲۴
ام کلثوم اہلیہ میاں محمد احمد صاحب ۳۶
عابدہ بنت میاں محمد سعید صاحب ۲۵
امۃ الحی بنت محب الرحمٰن صاحب ۳۰
شہزادی سلیم اہلیہ میاں یعقوب احمد صاحب ۳۰
رقیہ بیگم اہلیہ منشی عطا محمد صاحب ۲۵
عابدہ خانم معرفت چودھری نذیر احمد صاحب ۴۲

چلوچھ

امۃ الہادی اہلیہ ڈاکٹر بشیر محمود صاحب ۳۸

پوردہ ضلع اناؤں

اقبال جہاں بنت غلام علی خاں صاحب ۱۷
نسیمہ بیگم نسیم " ۳۰

مونگھیر

ناصرہ بنت ظریف صاحب ۳۳

سکندرآباد

ہاجرہ بیگم صاحبہ ۳۴
مسز فاضل الٰہ دین صاحب ۲۴
امۃ الحفیظ صاحبہ ۳۷
زینب حسن صاحبہ ۴۱
عظیمہ بیگم صاحبہ ۱۷
علیمہ بیگم صاحبہ ۳۰

حیدرآباد دکن

رول نمبر ۱ ۲۲ رول نمبر ۵ ۱۷
" ۲ ۲۳ " ۶ ۱۷
" ۴ ۲۰ " ۷ ۱۸

قادیان

۳۳۷/۲۳ - ۳۳۸/۲۵ - ۳۳۹/۳۵ - ۳۴۰/۱۷ - ۳۴۱/۱۷
۳۴۲/۱۷ - ۳۴۳/۲۰ - ۳۴۴/۳۰ - ۳۴۵/۳۲ - ۳۴۶/۳۱
۳۴۷/۳۸ - ۳۴۸/۳۸ - ۳۴۹/۳۵
۳۵۰/۴۵ - ۳۵۱/۴۱ - ۳۵۲/۴۰ - ۳۵۳/۳۰
۳۵۴/۳۴ - ۳۵۵/۳۱ - ۳۵۶/۲۲ - ۳۵۷/۲۹
۳۵۸/۲۲ - ۳۵۹/۳۰ - ۳۶۰/۳۱ - ۳۶۱/۲۱ - ۳۶۲/۲۵
۳۶۳/۲۲ - ۳۶۴/۳۳ - ۳۶۵/۳۰ - ۳۶۶/۳۲
۳۶۷/۳۲ - ۳۶۸/۱۷ - ۳۶۹/۱۸ - ۳۷۰/۲۰ - ۳۷۱/۱۷
۳۷۲/۱۹ - ۳۷۳/۱۷ - ۳۷۴/۲۲ - ۳۷۵/۱۷ - ۳۷۶/۱۹
۳۷۸/۱۷ - ۳۷۹/۱۷ - ۳۸۰/۱۸ - ۳۸۲/۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

۷۶۵۷ منکہ نور احمد ولد الہ دین صاحب قوم گوجر پیشہ زمینداری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن ہنڈو ڈاکخانہ بھاؤ ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ دسمبر ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ دس گھماؤں زمین واقع ہنڈو جوکہ مبلغ ۳۰۰/- روپے میں رہن ہے جس کی قیمت اندازاً ۱۰۰۰/- روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۱۵/- روپے تقریباً ماہوار ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا:۔ نور احمد گواہ شد خوشی محمد۔ گواہ شد:۔ محمد سعید انسپکٹر بیت المال

۷۶۳۵ منکہ عزیز الدین احمد ولد مولوی شیخ طاہر الدین صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علمی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ دو گونٹھ قطعہ زمین برائے تعمیر مکان رہائشی اندرون قادیان قیمتی ۲۰۰/- روپے ہے جو میرے قبضہ میں موجود ہے۔ اور چونکہ پدر بزرگوار بفضل تعالیٰ حین حیات ہیں اس واسطے دیگر ساری جائیداد ان کے پاس ہے جب بھی میرے قبضہ میں آئے گی اس کے اور مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ چونکہ خاکسار آجکل تحصیل علم میں مصروف ہے۔ اس لئے والد بزرگوار دس روپے ماہوار عنایت فرماتے ہیں۔ اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد عزیز الدین احمد مولوی فاضل جامعہ احمدیہ حال کیرنگ۔ گواہ شد شیخ شیر علی احمدی گواہ شد:۔ چوہدری محمد شجاعت علی موصی ۲۶۹۷ انسپکٹر بیت المال

۷۶۸۷ منکہ دولت بی بی بیوہ چوہدری نظام الدین صاحب قوم کشمیری پیشہ خانہ داری عمر ۶۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن پوہلا مہاراں ڈاکخانہ چندر کے منگول ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے (۱) مبلغ ۲۶/- روپے نقد (۲) ملبہ مکان خام قیمتی اندازاً ۱۰/- روپے (۳) اثاث البیت معہ چکی مبلغ ۳۰/- روپے۔ میزان کل ۶۶/- روپے ہیں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ لیکن میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ زمینداری کی آمد پر ہے۔ جس کا اندازہ مبلغ ۸۰/- روپے سالانہ ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی فصل ربیع پر سالانہ باقاعدہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ زمینداری کی آمدنی جس زمین سے مجھے ہوتی ہے۔ اس کی مالک تا زندگی میں ہوں۔ اسلئے یہ میری جائیداد نہیں۔ کیونکہ میں اسکو ہبہ اور رہن نہیں کر سکتی۔ اور یہ وجہ ہوگی مجھے اپنے خاوند کا حق ملا ہوا ہے۔ میری وفات پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ دولت بی بی۔ گواہ شد:۔ اللہ دتا داماد موصیہ۔ گواہ شد:۔ فیض احمد انسپکٹر بیت المال

۷۶۹۸ منکہ خواجہ محمد عبد الغنی ولد مولوی محمد رمضان صاحب قوم لبرا پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور ۹ تبرازی پارک ڈاکخانہ لاہور ضلع لاہور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ جون ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۱۴۳/- روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی اور جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ خواجہ محمد عبد الغنی۔ گواہ شد شکر الٰہی دہلی گواہ شد عبد السلام دہلی نئی دہلی۔

۷۶۶۰ منکہ واحدہ بی بی زوجہ سردار عجب لعل خان صاحب قوم پٹھان عمر ۳۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیورات طلائی قیمتی ۷۰/- روپے زیورات نقرئی ۱۳۰/- روپے اور چند قطعات زمین زرعی سات بیگہ مختلف اقسام کی قیمتی ایک ہزار تین سو روپیہ۔ جو میرے خاوند نے قدرے میرے مہر کے عوض میں ایک ہزار روپیہ تھا۔ اور بقیہ بطور تحفہ مجھے عنایت فرمایا ہے لہذا کل جائیداد کی قیمت ۱۵۰۰/- روپیہ بنتی ہے جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ کاتب الحروف محمد شجاعت علی موصی ۲۶۹۷ انسپکٹر بیت المال الامتہ:۔ واحدہ بی بی بزبان اردو و اڑیہ موصیہ گواہ شد:۔ حسن خان بقلم خود دیور موصیہ گواہ شد:۔ سردار عجب لعل خان احمدی بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ فیاض الدین

۷۶۳۷ منکہ عبد الغنی ولد محمد دین صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۹۹ شمالی ڈاکخانہ سرگودھا صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری آمد ماہوار ۱۴/- روپے

مولوی محمد علی صاحب کیلئے بائیس ہزار روپیہ انعام

مولوی محمد علی صاحب کی گزشتہ سالہا سال کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو ربانی مجدد کے علاوہ مسیح موعود اور مہدی آخر الزماں اور نبی و رسول مانتے رہے ہیں۔ اور آپ کے منکروں کو کافر اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ مگر جب سے وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کٹ کر غیر احمدیوں سے جا ملے ہیں اس وقت سے ان کی خوشنودی و مالی امداد حاصل کرنے کے لئے جان بوجھ کر ان کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ:۔ "حضرت مرزا صاحب صرف مجدد تھے اور ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ وہ ہرگز نبی نہ تھے نہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ صرف قادیانی فریق کا افترا ہے۔"

تو ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کے یہی عقائد ابتداء میں تھے۔ اور اب بھی یہی ہیں اور انہیں کو آپ صحیح سمجھتے ہیں تو کیوں آپ ایک مباہلہ میں اس کا حلفاً اظہار نہیں کرتے جس کے لئے ہم آپ کو دو سال سے بائیس ہزار روپیہ انعام کے ساتھ چیلنج دے رہے ہیں۔ اور پھر بار بار یاد بھی دلاتے رہتے ہیں۔ حق کیا ہے؟ وہ آپ اپنے دل میں خوب سمجھتے ہو۔ اسی لئے تو حلف اٹھانے کی جرأت نہیں کرتے۔ مگر یہ دورنگی کھیل کب تک کھیلتے رہو گے۔ دیکھو خدا کے پاس جانے کے دن قریب آ رہے ہیں۔ کچھ تو اس کا خوف کرو۔

مولوی محمد علی صاحب کے ہم خیالوں کے لئے دو ہزار روپیہ انعام

جو اصحاب مولوی صاحب کے ہم خیال ہیں۔ ان کو بھی دو ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ چیلنج دیا جاتا ہے کہ وہ مولوی صاحب کو حلف کے لئے تیار کریں اور ہم سے دو ہزار روپیہ انعام لیں۔ ہماری طرف سے جملہ ایک لاکھ روپے کے مختلف انعامات کا ایک رسالہ معہ شرائط حلف اردو و انگریزی زبان میں شائع کیا گیا ہے۔ جو دو آنہ کے ٹکٹ آنے پر فوراً روانہ کر دیا جاتا ہے۔

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

205

سُنہری موقعہ

ایک بہت ہی شاندار بلڈنگ جس کی مکانیت بہت وسیع دو منزلہ جگہ ہے تقسیل جس کی الیکٹرک کی فٹنگ پر ہی قریباً چار صد روپیہ خرچ آیا تھا۔ برلب شاہراہ بیکٹ لگی کی قادیان میں تمام ہی چار بلڈنگیں ہوں قابل فروخت ہے موقعہ نہایت ہی اچھا نصرت گرلز ہائی سکول تعلیم الاسلام ہائی سکول وکالج و مسجد جلسہ گاہ اور شہر صرف پانچ منٹ کے فاصلہ پر ہیں اسٹیشن دس منٹ پر۔ قیمت زبانی یا بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے۔ زبانی زیادہ اچھا رہیگا تاکہ وہ صاحب اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ سکیں جن کی درخواستیں پہلے آئیں گی انہیں ترجیح رہیگی

پتہ: منیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان (پنجاب)

خریداران الفضل کی خدمت میں
ضروری اطلاع

جن خریداران الفضل کا چندہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۴ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے انکی اطلاع کے لئے اُن کے پتوں کی چٹوں پر

سُرخ پنسل کا نشان

لگایا جا رہا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ فوراً رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں بصورت دیگر اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں وی پی روانہ کر دیئے جائیں گے جن وصول کرنا احباب کا فرض ہوگا

منیجر الفضل

اکسیر ملیریا

ملیریا ایسے موذی مرض کو دور کرکے بدن میں طاقت پیدا کرتی ہیں۔ کھانے کے بعد دونوں وقت دودھ یا پانی سے ایک گولی اس وقت کھلائیں۔ جبکہ معدہ صاف اور بخار اترا ہوا ہو۔ قیمت ایک روپیہ کی ۳۲ گولیاں (صرف اس موسم کے لئے۔ بعد میں گراں ہو جائیں گی)

طبیہ عجائب گھر قادیان

آنکھوں کا اثر عام صحت پر

آنکھوں کی بیماریاں نظر سے تعلق نہیں رکھتیں سردرد کے مریض سستی کا شکار اور اعصابی تکلیفوں کا نشانہ بننے والے لوگ اصل میں آنکھوں کے مریض ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سرمہ میر استعمال کرنا چاہیئے۔ فی تولہ ۶ چھ ماشہ ۳ تین ماشہ ۱۲ ار

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے
سبارڈینیٹ سروس کمیشن لاہور

والٹن ٹریننگ سکول لاہور چھاؤنی میں بطور کمرشل گروپ سٹوڈنٹس داخلہ کے لئے اُمیدواران کی طرف سے ۲ تک مجوزہ فارم پر درخواستیں مطلوب ہیں۔ کل ایک سو پانچ عارضی اسامیاں ہیں جن میں سے ۲۰+ ۶۵ مسلمانوں کے لئے ۹ سکھوں۔ ہندوستانی عیسائیوں اور پارسیوں کے لئے اور ۳ اچھوت اقوام کے لئے مخصوص ہیں۔ اگر مجوزہ کوٹہ کو پورا کرنے کے لئے مسلمانوں کی کافی تعداد میسر نہ آسکے تو بقیہ اسامیاں غیر مخصوص قرار دی جائیں گی۔ تنخواہ ۱۸/۵ روپیہ ماہوار ٹریننگ کے عرصہ کے لئے اور امتحان پاس کرنیکے بعد اگر انہیں ملازمت میں رکھا جائے تو ۴۰/ روپیہ ماہوار (دوران جنگ میں) ۲-۶۰-۵۰-۲/۱-۲-۴۰ کے سکیل میں علاوہ گرانی اور دیگر الاؤنس حسب قواعد دیئے جا سکتے ہیں۔ تعلیمی قابلیت میٹرکیولیشن یا سیکنڈ ڈویژن اگر تاریخ ڈویژنوں میں پاس ہوئے ہوں، جونیئر کیمبرج یا اس کے مترادف امتحان۔ ایسے اُمیدوار بھی زیر غور لائے جا سکتے ہیں جو یہ ثابت کر دیں کہ وہ صرف خسرہ کی کمی کے باعث سیکنڈ ڈویژن حاصل نہیں کر سکے عمر ۲۴ کو ۱۸ اور ۲۵ سال کے درمیان اور اچھوت اقوام کی صورت میں ۱۸ سے ۲۸ سال کے درمیان ہونی چاہیئے گو دس اور کلرک مارکر جو بھی ڈویژنوں پر ملازم ہیں انتخاب میں حصہ لے سکتے ہیں بشرطیکہ جنرل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کی منظوری کے مطابق متعلقہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ انکی بابت سفارش کر دیں۔ پوری تفصیلات کے لئے سیکرٹری کے نام ایک لفافہ ارسال کیجئے جس پر ٹکٹ چسپاں ہو اور اپنا پتہ درج ہو

کنٹرول کے معنی ہیں

مال تیار کرنے والے کے لئے مناسب بچت۔ دکاندار کے لئے مناسب نفع۔ اور آپ کے لئے مناسب قیمتیں

تین طریقے جن سے
کپڑے کی قیمتیں
گھٹائی گئی ہیں :-

کپڑے کے کنٹرول آرڈر کا ابتدائی مقصد یہ تھا کہ ذخیرہ بھرنے والوں سے زبردستی مال نکلوایا جائے تاکہ قیمتیں کم ہوں۔ اس طرح ۷۰ ۲ کروڑ گز کپڑا بازار میں آیا! اس کے ساتھ ہی کارخانوں کی پوری پوری امداد اور شرکت سے ایک زبردست پیمانے پر سستا کپڑا پیدا کرنے کی تیاریاں کی گئیں۔ اب قیمتیں ۴۰ فی صدی کے قریب گر گئیں۔ جو لوگ ایک دھوتی بھی نہ خرید سکتے تھے اُن کے سر سے ایک اور فکر دور ہوا۔ مگر حکومت اب بھی مطمئن نہ تھی۔ اس کے بعد سے تین اور تدبیریں اختیار کی گئی ہیں تاکہ آپ اور زیادہ سستا کپڑا خرید سکیں۔

۱۔ دسمبر ۱۹۴۳ء میں بکری کی زیادہ سے زیادہ قیمتوں کی حد مقرر کر دی گئی تھی۔ اس کے بعد سے یہ قیمتیں دو مرتبہ اور گھٹائی گئیں اور ہر مرتبہ ۹ فیصدی کم ہو گئیں۔

۲۔ سب کارخانوں کی پیداوار حکومت نے اپنے قبضے میں لے لی ہے جو حکومت کے منظور شدہ بیوپاریوں کے ذریعے کنٹرول کی ہوئی قیمتوں پر بکے گی۔

۳۔ کنٹرول کپڑے اور سوت کے علاوہ کارخانوں کی کلوں پر بھی لگا دیا گیا ہے جن کے ذریعے یہ تیار کئے جاتے ہیں۔ اس طرح تیاری کی لاگت میں کمی ہوگی لہذا آپ کو قیمت بھی کم دینی پڑے گی۔

اگر دوکاندار کپڑے کی قیمت زیادہ وصول کرنا چاہیں تو آپ ذیل کے طریقوں سے بچ سکتے ہیں۔ انھیں یاد رکھئے

۱۔ ہر قسم کے کپڑے کی قیمتیں منیجر گورنمنٹ پبلیکیشنز نئی دہلی کی طرف سے شائع کی جاتی ہیں جس سے آپ ایک فہرست (کاٹن ٹیکسٹائل سیلنگ پرائس شیڈیول) منگا سکتے ہیں قیمت تین روپے دس آنے مع محصول ڈاک۔

۲۔ کسی دوکان دار کے خلاف کوئی شکایت درج کرانی ہو تو اپنے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو لکھئے (جو کنٹرول آرڈر کی رو سے بہت وسیع اختیارات رکھتا ہے) یا سپیشل افسر انچارج آف ٹیکسٹائلز کو لکھئے جو ہر صوبے کی حکومت کے سول سپلائیز ڈپارٹمنٹ میں نیز بہت سی ریاستوں میں بھی مقرر کئے گئے ہیں۔

۳۔ حکومت کے حکم سے ہر قسم کے کپڑے پر اُس کی قیمت چھاپ دی گئی ہے۔

اس قسم کی واردات کی اطلاع دینے میں بالکل مت جھجکئے تاکہ مجرموں کو سزائیں مل سکیں

حالات سے باخبر رہئے
اپنے حقوق طلب کیجئے

محکمہ انڈسٹریز اینڈ سول سپلائیز دہلی نے شائع کیا

AAR 1203

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ مسٹر چرچل نے کل ہاؤس کامنز میں لڑائی کی حالت پر بیان دیتے ہوئے روس اور پولینڈ کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ پولینڈ کے بارہ میں برطانیہ کا رویہ وہ نہیں جو روس کا ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ پولینڈ کی سرحدات میں ردوبدل کے بغیر چارہ نہیں۔ اور روس کا یہ حق ہے کہ وہ اس بارے میں برطانیہ اور امریکہ کی مدد حاصل کرے۔ روسی فوجیں ہی دراصل پولینڈ کو جرمنوں سے آزاد کرا سکتی ہیں۔ نیز روس نے اس لڑائی میں بہت نقصان اٹھایا ہے۔ اس لئے اس کا یہ بھی حق ہے کہ اس کے مغربی بازو کی سلطنت سے اس کے تعلقات دوستانہ ہوں۔ اور دونوں میں میل جول ہو۔ موسیو سٹالن کئی بار اعلان کر چکے ہیں کہ وہ پولینڈ کو آزاد دیکھنا اور اس سے دوستی رکھنا چاہتے ہیں امید ہے اس سوال پر خاطر خواہ سمجھوتہ ہو جائے گا۔

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ روسی ہوائی جہازوں نے شمالی ناروے کی بندرگاہ بڈسوآ پر جس پر جرمنوں کا قبضہ ہے۔ حملہ کیا تین بجروں اور موٹر کشتیوں کو ڈبو دیا۔ گولہ بارود کا ایک ذخیرہ بھی اڑا دیا تیرہ جرمن ہوائی جہاز برباد کر دیئے۔ بالٹک کے محاذ پر روسیوں نے دشمن کی مقابلہ کی سکت بالکل توڑ دی ہے۔ اسٹونیا کو دشمن سے بالکل خالی کرا لیا ہے۔ اور روسی حملوں کے نتیجہ میں جرمنوں نے لٹویا سے باقاعدگی کے ساتھ نکلنا شروع کر دیا ہے تین روسی فوجیں لٹویا کے دارالسلطنت ریگا پر بڑھ رہی ہیں ہنگری میں روسیوں کو کچھ اور کامیابی حاصل ہوئی ہے یوگوسلاویہ میں داخل ہونے کے بارہ میں روسی ہائی کمانڈ اور مارشل ٹیٹو میں سمجھوتہ ہو گیا ہے روسی فوجیں کثیر تعداد میں یوگوسلاویہ میں داخل ہونگی۔ اور فوجی کارروائیاں ختم ہونے پر فوراً اسے خالی کر دینگی۔

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ فرانس میں کینیڈین دستے کیلے پر برابر بڑھ رہے ہیں۔ ہالینڈ میں دوسری برطانی فوج نے نائے میگن کے مورچہ کو اور چوڑا کر لیا ہے۔ اس کے بائیں بازو پر کچھ اور دستے ۱۴ میل چوڑے مورچہ پر دریائے ماس تک پہنچ گئے ہیں۔ موزیل کے مغربی کنارہ پر شہر کے سامنے سات جرمن قلعے برباد کر دیئے گئے ہیں۔

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ اٹلی میں اتحادی فوجیں دو طرف سے بولونیا پر بڑھ رہی ہیں۔ ایڈریاٹک کے محاذ پر آٹھویں فوج اب ریمنی سے نو میل آگے بڑھ گئی ہے۔ پانچویں امریکن فوج نے کئی ٹیلے دشمن سے واپس لے لئے ہیں جن پر گزشتہ دو تین روز میں دشمن نے قبضہ کر لیا تھا۔ اور اب وہ بولونیا سے ۱۷ میل سے بھی کم فاصلہ پر ہے

واشنگٹن ۲۹ ستمبر۔ وسطی فلپائن میں اتحادی ہوائی جہازوں نے دشمن کے ۶۵ جہازوں کو ڈبو دیا۔ یا نقصان پہنچایا۔ اسی طرح سے ۳۷ جاپانی طیارے بھی برباد کر دیئے گئے۔ یا ان کو نقصان پہنچایا گیا۔ جنوبی فلپائن کے کنارے کے پاس ۶ ہزار ٹن کا ایک سامان لے جانے والا جاپانی جہاز اور دس ہزار ٹن کا ایک فوج لے جانے والا جہاز غرق کر دیا گیا۔

دہلی ۲۹ ستمبر۔ ۱ راجپوتانہ رائفلز کی فرسٹ بٹالین پانچ سال سمندر پار خدمات بجا لانے کے بعد واپس ہندوستان آئی ہے کل کمانڈر انچیف نے اس کی پریڈ ملاحظہ کی اور زخمیوں سے خود جا کر بات چیت کی جو پریڈ میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ آج حضور وائسرائے اس کے ہیڈ کوارٹر میں گئے

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ ارجنٹائن گورنمنٹ نے گورنمنٹ برطانیہ کو یقین دلایا ہے کہ وہ جنگی مجرموں کو اپنے ہاں پناہ لینے یا اپنے بنکوں میں سرمایہ محفوظ کرنے کی ہرگز اجازت نہ دے گی۔

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ جنرل آئزن ہوور کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے کہ ہالینڈ میں دریائے رائن کے شمالی علاقہ سے اتحادی فوجوں کو ہٹا لیا گیا ہے مغربی ہالینڈ سے ایک لاکھ سے بھی زیادہ جرمن فوج اجتماعی پسپائی اختیار کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کے فرار کے لئے صرف ۲۵ میل کا تنگ راستہ باقی ہے۔

روم ۲۹ ستمبر۔ البانیہ میں جو اتحادی فوجیں اتاری گئی ہیں۔ وہ ہوائی جہازوں سے اتری ہیں۔

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ مسٹر چرچل نے کل دارالعوام میں بتایا کہ یورپ کی لڑائیوں میں برطانیہ کے نوے ہزار سپاہی ہلاک۔ مجروح یا مفقود الخبر ہوئے اور امریکہ کے ایک لاکھ ۴۵ ہزار۔ آپ نے ان شاندار خدمات کے لئے جو امریکنوں نے یورپ کی لڑائی میں ادا کیں ان کو خراج تحسین ادا کیا۔ آپ نے یہ رائے ظاہر کی کہ جاپانی فوجیں غالباً سردیوں میں اپنا بڑا حملہ کریں گی۔ کیوبک کانفرنس میں فیصلہ ہوا تھا۔ کہ جاپان کے خلاف لڑائی میں برطانی بیڑہ بھاری حصہ ادا کرے۔ چنانچہ برطانی بیڑے کا ایک بھاری حصہ بحر ہند میں جمع ہو چکا ہے

نیویارک ۲۹ ستمبر۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ جاپان کے پاس اس وقت ۱۱۲ ڈویژن فوج ہے۔ جو قریباً ۲۲ لاکھ سپاہیوں پر مشتمل ہے

لاہور ۲۹ ستمبر۔ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد کل پنجاب ہائی کورٹ کھل گیا۔

صوفیہ ۲۹ ستمبر۔ قریباً بیس برطانی اور امریکن افسر جو دس روز سے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ روسی کمانڈر نے حکم دیا کہ ۴۸ گھنٹہ کے اندر اندر بلغاریہ سے نکل جائیں۔ چنانچہ وہ کاروں میں ترکی کی طرف روانہ ہو گئے۔ روسی افسر علیحدہ کاروں میں ترکی کی سرحد تک ان کے ساتھ گئے

کراچی ۲۹ ستمبر۔ سندھ کے سابق وزیر خان بہادر کھوڑو جو مسٹر اللہ بخش کے قتل کے سلسلہ میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ کی درخواست ضمانت نامنظور ہو گئی۔ خان بہادر کی بندوقیں پستول اور دیگر اسلحہ بھی ضبط کر لئے گئے ہیں

امرتسر ۲۹ ستمبر۔ سونا ۱۴/- ۷
چاندی -/-/۱۲۲۔ پونڈ -/-/۴۵

لائلپور ۲۹ ستمبر۔ گندم ۸/-/۶
تل ۸/۸/۱۵ نخود ۵/۱۴/- گھی -/-/۱۲۵۔ گڑ -/۱۲/۸ شکر -/۹ ونا -/-/۱۰ بنولہ ایل ایس -/۲/۸ سارجن -/۱۰/۷ تیل توریا ۲۵/۸/-

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ ہاؤس آف لارڈز میں جرمنی پر اتحادی قبضہ کے سوال پر جب بحث ہو رہی تھی تو ایک ممبر نے کہا کہ جرمنی کو ایسا سبق دینا چاہیئے کہ آئندہ دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ لیکن ایک ممبر نے کہا کہ ہٹلر اور جرمن عوام میں تمیز کرنی چاہیئے۔ آپ نے موسیو سٹالن کے اس خیال کی تائید کی۔ کہ جرمنی کو تباہ کر دینا ناممکن ہے۔

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر چرچل نے کہا کہ برما کے محاذ پر سارا سال سخت لڑائی ہوتی رہی ہے چھ ماہ میں یعنی جون ۱۹۴۴ء تک ہمارے چالیس ہزار کے قریب آدمی ہلاک و مجروح ہوئے۔ اور اب تک اور ہو چکے ہوں گے چودھویں فوج کے جس میں زیادہ تر ہندوستانی ہیں ۲۳۷۰۰۰ سپاہی اس محاذ پر بیمار پڑ گئے۔ تاہم خونریز جنگ کے بعد دشمن جاپانی ڈویژنوں کو جن کا مقصد ہندوستان پر حملہ کرنے کا تھا پیچھے ہٹا دیا گیا۔ جاپانیوں کے پچاس اور ساٹھ ہزار کے درمیان سپاہی مارے گئے ہیں۔

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ برطانیہ کی لیبر پارٹی نے مسٹر چرچل کے اس اعلان سے کلی اتفاق کا اظہار کیا ہے کہ برطانیہ جاپان کے خلاف جنگ میں ساری طاقت سے حصہ لے گا۔

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ [illegible] جرمن کمانڈر نے عارضی طور پر لڑائی بند کئے جانے کی درخواست کی ہے تا ہتھیار ڈالنے کی شرائط کا فیصلہ کیا جا سکے [illegible]

اٹھائیسواں یوم وقار عمل

قادیان ۲۹ ستمبر آج مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام اٹھائیسواں یوم وقار عمل ۲۹ ستمبر بروز جمعہ دارالشکر اور دارالعلوم کی درمیانی سڑک پر منایا گیا۔ جسمیں تمام خدام کے علاوہ اراکین مجلس انصاراللہ بھی شریک ہوئے صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک کام کیا گیا۔ اس تین گھنٹہ کے عرصہ میں باوجود اس کے کہ زمین بہت سخت تھی۔ تین ہزار مکعب فٹ مٹی کھود کر سڑک تیار کی گئی۔ حاضری خدا کے فضل سے بہت اچھی تھی۔ اسلئے سامان کی کمی محسوس کی گئی۔ جسے دور کرنے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ ایک سو نئے کدال تیار کرا رہی ہے۔ کام کے اختتام پر کام کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کیا گیا۔ تمام خدام نے عہد نامہ دہرایا۔ اور دعا پر کارروائی ختم ہوئی۔

خاکسار ظہور احمد [illegible]